بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی لم یزل عالما قدیرا وصلی الله علی سیدنا محمد الذی ارسل للناس بشیرا ونذیرا وعلی اله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا۔ وبعد فان التصانیف فی اصطلاح اهل الحدیث قد کثرت وبسطت واختصرت فسألنی بعض الاخوان ان الخص لهم المهم من ذلك فاجبته الی سؤاله رجاء الاندراج فی تلك المسالك فاقول الخبر اما ان یکون له طرق بلا عدد معین او مع حصر بما فوق الاثنین او (ان یرد) بهما (ای باثنین فقط) او بواحد فالاول المتواتر المفید للعلم والثانی (هو) المشهور وهو المستفیض علی رأی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(اقسام حدیث باعتبار تعداد رواۃ) متواتر۔ مشہور۔ مستفیض۔ عزیز۔ غریب۔

(حدیث متواتر) جس کے راوی بکثرت ہوں۔

(شرائط متواتر) رواۃ کی تعداد اسقدر ہو کہ ان سب کا جھوٹا ہونا عقلاً محال ہو۔ ابتداء سے انتہا تک ہر طبقہ میں یہ کثرت ہو۔ روایت کا منتہا امر حسی ہو کہ اوپر کا راوی کسی قول کی سماعت یا فعل کا دیکھنا بیان کرے۔

(حدیث متواتر کا فائدہ) حدیث متواتر کی جب تمام شرائط موجود ہونگی تو اس سے علم یقینی بدیہی حاصل ہوگا (تنبیہ) اگر باوجود شرائط پائے جانیکے کسی خاص مانع کے سبب علم یقینی بدیہی حاصل نہ ہو تو وہ متواتر نہیں بلکہ اسکا نام مشہور ہے۔ متواتر کیلئے تعداد رواۃ میں بہت اختلاف ہے تحقیق یہ ہے کہ تعداد کوئی متعین نہیں صرف حسب واقعہ کثرت اتنی ہو کہ ان سب کا کذب پر متفق ہونا عقلاً محال ہو۔

(حدیث مشہور) جسکے راوی ہر طبقہ میں دو سے زائد ہوں اور اس سے علم یقینی بدیہی حاصل نہو۔

(تنبیہ) عرف میں مشہور بے اصل بات کو بھی کہتے ہیں۔ وہ یہاں مراد نہیں ہے۔

(حدیث مستفیض) وہی حدیث مشہور ہے بعض نے اتنی قید اور زائد کی ہے کہ ہر طبقہ میں تعداد رواۃ بھی یکساں ہو کسی طبقہ میں زائد یا کم نہو مثلاً ابتداء میں تعداد رواۃ چار ہے تو انتہا تک ہر طبقہ میں چار ہی رہے۔ اس رائے کی بنا پر مشہور عام ہے اور مستفیض خاص۔ اور اول رائے کی بنا پر دونوں مترادف ہیں۔

ویقل اطلاق الفردیۃ علیہ (ای الفرد النسبی) وخبر الآحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر معلل ولا شاذ ھو الصحیح لذاتہ ویتفاوت رتبتہ بتفاوت ھذہ الاوصاف۔

(تنبیہ) محدثین اکثر صرف فرد مطلق پر فرد بولتے ہیں اور نسبی پر بہت کم اسپر اکثر غرابت کا لفظ بولتے ہیں۔
(ثقہ راوی) جو عادل، تام الضبط، متصل السند ہو اور معلل اور شاذ نہ ہو۔
(ضعیف راوی) جسمیں ثقہ راوی کے جمیع صفات نہ ہوں یا بعض ہوں اور بعض نہ ہوں۔
(عادل) وہ ہی جو کبائر گناہوں سے بچے اور ان معمولی باتوں سے بھی بچتا ہے جن سے اسکے تقوی پر دھبہ آتا ہو مثلاً راستہ میں بول وبراز کرنا یا راستہ میں کوئی چیز کھانا یا فاجر فاسق سے میل جول رکھنا وغیرہ۔
(اقسام الضبط) ضبط الصدر، ضبط الکتابہ۔
(ضبط الصدر) ہر امر کو خوب اچھی طرح یاد رکھے کہ جب چاہے بلا تکلف بیان کردے۔ کچھ رکاوٹ نہ ہو۔
(ضبط الکتابۃ) اچھی طرح لکھ رکھے۔
(متصل السند) وہ راوی ہی کہ جس سے سنا ہو اسکے حوالہ سے مسلسل بیان کردے کسی کو سلسلہ سند سے حذف نہ کرے۔
(معلل) وہ راوی ہی جو وہم سے کچھ تغیر تبدل کردے۔
(شاذ) وہ راوی ہے جو ایسے راوی کے خلاف بیان کرے جو اس سے زیادہ معتبر ہو (شاذ کے ایک معنی اور بھی ہو حفظ بیان کیے) ان راوی کی تحقیق ہوتی ہی تمامی صحابہ اعلی درجہ کے معتبر اور سچے تھے اسلئے انکی خبر بغیر قیل وقال مانی جاتی ہی ان کے بعد تابعین وغیرہ سب کے حالات کی تحقیق کیجاتی ہی۔
(طریق حدیث) راویوں کے سلسلہ کو طریق حدیث اور سند حدیث کہتے ہیں۔
(اقسام حدیث) صحیح لذاتہ۔ صحیح لغیرہ۔ حسن لذاتہ۔ حسن لغیرہ۔
(صحیح لذاتہ) وہ حدیث ہی جسکے سلسلہ رواۃ میں جملہ راوی ثقہ ہوں کوئی ضعیف نہ ہو۔
(حسن لذاتہ) وہ ہی جسکے جملہ راوی ثقہ ہوں لیکن کوئی راوی خفیف الضبط ہو تام الضبط نہ ہو۔
(صحیح لغیرہ) وہ حسن لذاتہ ہی جسکی سندیں اسقدر کثیر ہوں جن سے راوی کی کمی حفظ کی تلافی ہوسکے۔

ومن ثَمَّ قُدِّم صحيح البخاري ثم مسلم ثم ما وافق شرطهما فان خف الضبط
فالحسن لذاته وبكثرة طرقه يُصحَّح (اي يحكم عليه بانه صحيح لكثرة الاسانيد) فان جمعا
(بان يقال على حديث واحد انه صحيح وحسن) فللتردد في الناقل (الراوي) حيث
التفرد (حيث يكون اسنده واحدًا) والا (وان لم يكن السند واحدا بل اكثر) فباعتبار
الاسنادين (اعني باعتبار سند صحيح وباعتبار الآخر حسن)

(حسن لغیرہ) وہ ہے جسکے رواۃ میں ثقہ کی جملہ صفات یا بعض صفات نہ ہوں لیکن سندیں اسقدر کثیر ہوں حتی کہ ہر نقصان کی کمی پوری ہوجائے۔

(مراتب صحیح) چونکہ ثقہ راوی اپنی صفات معتبرہ میں اعلیٰ اور متوسط اور ادنیٰ ہوتے ہیں اسلئے صحیح حدیث کے مراتب بھی مختلف ہوتے ہیں (اصح الاسانید) جسکے سلسلہ میں جملہ صفات معتبرہ اعلیٰ درجہ کے ہوں۔ اور اگر صفات معتبرہ متوسط ہوں تو سند متوسط ہے اور ادنیٰ ہوں تو ادنیٰ ہے۔

(موجودہ کتب احادیث میں مراتب صحیح) اعلیٰ مرتبہ کی صحیح حدیث وہ ہے جو بخاری و مسلم دونوں میں ہے ایسی حدیث کو متفق علیہ کہتے ہیں پھر دوسرے درجہ پر وہ حدیث ہے جو صرف بخاری میں ہے۔ پھر وہ احادیث جو صرف مسلم میں ہو۔ پھر وہ حدیث جو دونوں کی شرائط صحت پر ہو۔ پھر وہ جو صرف بخاری کی شرائط صحت پر ہو۔ پھر وہ جو مسلم کی شرائط صحت پر ہو اور پھر وہ حدیث جو دیگر محدثین کی شرائط صحت پر ہو۔

(مراتب صحیح پر اعتراض) ایک حدیث کو کم مرتبہ سمجھ لینا محض اسوجہ سے کہ بخاری و مسلم میں نہیں ہے یا انکے شرائط پر نہیں ہے
(جواب) چونکہ بخاری و مسلم کا تمام محدثین میں بلند مرتبہ ہونا مسلم ہے پس جیسے کہ انکو دیگر حضرات محدثین پر فضیلت ہے ویسے ہی انکی مروی حدیث کو اور انکے شرائط مقررہ کو بھی مزید مقبولیت ہے۔

(بخاری کو مسلم پر ترجیح کے وجوہ) متصل السند کیلئے بخاری نے راوی اور مروی عنہ میں ملاقات شرط کی ہے مسلم نے صرف معاصرت ہی پر اکتفا کیا ہے۔ روایت شاذہ مسلم میں زائد ہیں۔ بخاری نے صحیح ہونے کیلئے عزیز ہونا بھی شرط کیا ہے بعض علماء مسلم کو ترجیح دیتے ہیں لیکن اول قول جمہور کا ہے۔

(ایک ہی حدیث کا صحیح اور حسن ہونا) ایک ہی حدیث کو صحیح اور حسن کہنے کی دو صورتیں ہیں اول اسکے جملہ رواۃ ثقہ

ثم المقبول ان سلم من المعارضة فهو المحکم وان عورض (خولف) بمثله فان امکن الجمع (بینهما) فهو مختلف الحدیث اولا (ای ان عورض بمثلہ ولا یمکن الجمع بینهما) فان ثبت المتاخر (بالتاریخ) فهو الناسخ والآخر (ای المتقدم) المنسوخ والا (ای ان عورض بمثلہ ولا یمکن الجمع بینهما ولا یثبت المتاخر والمتقدم) فالترجیح (لازم بوجہ من وجوہ الترجیح ان امکن) ثم التوقف (عن العمل لازم ان لم یمکن الترجیح)

(متعارض) وہ حدیثیں ہیں جو بظاہر باہم مخالف معلوم ہوں۔

(تنبیہ) احادیث شریفہ میں باہمی مخالفت ہرگز نہیں بلکہ ایک دوسرے کی مؤید ہیں لیکن ہماری ناقص سمجھ سے بعض احادیث باہمی مخالف معلوم ہونے لگتی ہیں پھر تحقیق کے بعد ظاہری مخالفت بھی دور ہو جاتی ہے۔

حدیث مقبول کے اقسام (۱) محکم۔ مختلف الحدیث۔ ناسخ۔ مرجح۔

(محکم حدیث) وہ ہے جسکی کوئی حدیث مخالف نہ ہو۔ ایسی حدیث قطعًا قابل عمل ہوتی ہے۔

(مختلف الحدیث): وہ معارض حدیثیں ہیں جو صحت میں ہم رتبہ ہوں اور انمیں جمع یعنی اختلاف کا دور ہونا ممکن ہو۔ جیسے لاعدوی (مرض متعدی نہیں ہے) اور فر من المجذوم (جذامی سے بھاگ) کہ دوسری حدیث سے مرض کا متعدی ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپنے جذامی سے بھاگنے کا حکم دیا۔ اب انمیں جمع کی صورت یہ ہے کہ حقیقتًا مرض تو متعدی نہیں ہے لیکن جذامی سے دور رہنا اسلئے ہے کہ اگر اقتضاء الٰہی تمکو یہ مرض ہو گیا تو پھر تمہارا عقیدہ خراب ہونیکا اندیشہ ہے کہ ہم جذامی سے علحدہ رہتے تو ہمکو یہ مرض لاحق نہ ہوتا یعنی یہ حکم بد عقیدگی کا سد باب ہے۔

(ناسخ اور منسوخ) وہ معارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں اور انمیں جمع ممکن نہ ہو لیکن تاریخ سے ان کا تقدم و تاخر ثابت ہو جائے پس متقدم حدیث منسوخ ہوگی اور متاخر حدیث ناسخ جیسے حلت متعہ کی حدیث متقدم ہے اور تحریم متعہ کی متاخر۔

(ترجیح اور توقف) جب معارض حدیثیں صحت میں برابر ہوں اور انمیں جمع بھی ممکن نہ ہو اور انکا تقدم و تاخر بھی ثابت نہ ہو لیکن ایک کو دوسرے پر ترجیح ممکن ہو تو ترجیح دیکر ایک پر عمل کرینگے مثلًا ایک سے حرمت ثابت ہو اور دوسری سے حلت تو کم از کم احتیاط ہی کو ملحوظ رکھکر حرمت کو ترجیح دیدیں اور اگر ترجیح بھی ممکن نہ ہو تو پھر تا وقتیکہ کوئی صورت عمل ظاہر نہ ہو اسمیں توقف کیا جائیگا

ثم الرد دو اما ان یکون لسقط (ای لحذف راوٍ من الاسناد) او طعن (فی الراوی) فالسقط اما ان یکون من مبادی السند من المصنف (بتصرف المصنف) او من آخرہ بعد التابعی او غیر ذلک فالاول (ہو) المعلّق والثانی (ای ما سقط عن آخرہ من بعد التابعی) ہو المرسل و (القسم الثالث

(اسباب ردّ) حدیث کے غیر قابل عمل ہونے کے دو اسباب ہیں۔ سقط۔ اور طعن
(سقط) سند سے راوی کا حذف ہونا۔ سقط کی دو قسمیں ہیں۔ واضح اور خفی۔
(سقط واضح) وہ سقط راوی ہے جو آسانی سے معلوم ہو جائے۔ مثلاً علم ہو جائے کہ راوی اور مروی عنہ میں ملاقات نہیں ہوئی۔ اور روایت بطور اجازت[۱] و اجادت[۲] بھی نہیں ہے۔
(سقط خفی) وہ سقط ہے جو واضح نہ ہو۔ اسکو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا بلکہ ماہرین فن ہی جان لیتے ہیں جیسے صراف کو روپیہ کا کھوٹا پہچاننے کا خاص ملکہ ہوتا ہے۔
(فن تاریخ کی ضرورت) رواۃ میں معاصرت اور ملاقات کا معلوم کرنا حدیث کی صحت وغیرہ کیلئے نہایت ضروری ہے اور یہ امر تاریخ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔
(لہٰذا سقط واضح غیر مقبول حدیث کے اقسام) معلّق۔ مرسل۔ معضل۔ منقطع۔
(معلّق) جسمیں مبادی السند یعنی مصنف کیجانب سے سلسلہ سند سے رواۃ کا حذف ہو۔ خواہ تمام سند محذوف ہو جیسے بخاری کا راوی کہدے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا یا صحابی کے علاوہ تمام رواۃ محذوف ہوں یا صحابی اور تابعی صرف مذکور ہوں اور بقیہ
(حدیث معلّق کا حکم) جو محدث ہمیشہ لازمی طور پر صرف صحیح حدیث ہی کو بیان کرتے ہیں اگر وہ یقینی صورت سے تعلیقات بیان کریں مثلاً قال و ذکر کہیں تو انکے اعتبار پر انکی تعلیق مقبول ہو جیسے بخاری یا مسلم کی تعلیقات اور اگر غیر یقینی صورت سے تعلیق بیان کریں مثلاً یقال و یذکر وغیرہ کہیں تو قابل قبول نہیں۔ اور جو محدث صحیح اور غیر صحیح سب کو بیان کرتے ہیں انکی بھی تعلیق مقبول نہیں
(حدیث مرسل) جسمیں آخر سند (یعنی صحابی کا نام) حذف ہو جیسے تابعی خواہ بڑے درجہ کے ہوں یا چھوٹے درجہ کے اسطرح روایت کریں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا۔
(اقسام مرسل) مابین تابعی و صحابی کے کوئی واسطہ ہو یا نہ ہو یعنی تابعیؒ نے خود صحابیؓ سے سنا ہو یا ایک تابعی نے دوسرے تابعی سے سنا اور انہوں نے صحابیؓ سے سنا ہو اور یہ واسطہ خواہ ایک ہو یا زائد بہرحال صحابی کا نام محذوف ہو۔

[۱] - اجازت کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی سند سے روایت کرنیکی اجازت دیدے اگرچہ ملاقات بھی نہ ہوئی ہو۔
[۲] - اجادت یہ صورت ہے کہ کسی شیخ کی جمع کردہ کتاب مل گئی اور یہ تحقیق ہو گئی کہ یہ فلاں کی ہے بس اسے روایت کردی

ان کان (السقط) باثنین فصاعدا مع التوالی فهو المعضل والا (ان کان الساقط واحدًا او زائدًا ولکن بشرط عدم التوالی) فالمنقطع + ثم قد یکون (السقط) واضحًا او خفیًا فالاول یدرك بعدم التلاقی (بین الراوی والمروی عنه) ومن ثَمَّ احتیج الی التاریخ (لانه به یعلم اوقات موالیدهم و وفیاتهم و اوقات طلبهم و اوقات ارتحالهم للطلب) والقسم الثانی (الذی فیه السقط خفیا فهو) المدلَّس ویرِدُ (المدلس) بصیغة یحتمل اللقاء (بین المدلس ومن روی عنه) کعن وقال وکذا (ای مثل التدلیس) المرسل الخفی

(حکم مرسل) چونکہ تابعی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں طرح کے تھے۔ اسلئے مرسل حدیث قابل غور رہتی ہے۔ اور ثقہ تابعی مثلاً امام مالکؒ کی مرسل حدیث یقیناً قابل قبول ہے۔

(معضل) جسکی وسط سند سے دو یا زاید راوی مسلسل محذوف ہو جائیں۔

(منقطع) جسکی وسط سند سے صرف ایک ہی راوی محذوف ہو یا زائد غیر مسلسل محذوف ہوں

(مدلّس (اسم مفعول) راوی اپنے شیخ کو حذف کرکے مافوق راوی سے اسطرح روایت کرے جس سے اسناد کا حذف ہونا معلوم نہ ہو بلکہ یہ احتمال ہو کہ مافوق ہی سے سنا ہو مثلاً کہے عن فلان یا قال فلان اور اگر صراحۃً راوی مافوق سے اپنا سماع بیان کردے تو یہ کذب ہو جائیگا جیسے سمعت وغیرہ کہے۔

(شرط تدلیس) راوی اور مروی عنہ میں ملاقات ثابت نہ ہو۔

(تدلیس کیوں کیجاتی ہے) تدلیس کے دو سبب ہیں اول غرض فاسد جو کہ حرام ہے کہ استاذ معمولی درجہ کا ہے اور مافوق عالیمرتبہ ہے پس کسرشان کیوجہ سے اصلی استاذ کو حذف کرے اور علوشان کیلئے مافوق سے روایت کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ اختصاراً استاذ کو حذف کرکے مافوق سے روایت کریجاوے جیساکہ بعض اکابر محدثینؒ سے ہوا ہے۔

(تدلیس کا حکم) جسکے متعلق ثابت ہو جائے کہ وہ تدلیس کرتا ہے اسکی کوئی روایت مقبول نہیں۔ البتہ اگر اسکا ثقہ ہونا محقق ہو تو وہ روایت مقبول ہے جسمیں اتصال سند کو بلفظ صریح سمعت یا اخبرنی وغیرہ سے بیان کرے۔

(تعلیق اور تدلیس کا فرق) تعلیق میں سقط واضح ہوتا ہے اور تدلیس میں خفی تعلیق صرف اختصاراً ہوتی ہے اور تدلیس بغرض فاسد بھی

(مرسل خفی) راوی اپنے شیخ کو حذف کرکے ایسے ہمعصر سے روایت کرے جس سے ملاقات نہوئی ہو جیسے وہ مسلمان جنہوں نے

(اذا صدر) من معاصر لم يلق (الراوي من روى عنه بل بينهما واسطة) ثم السبب الثاني للرد الطعن اما ان يكون لكذب الراوي (في الحديث متعمداً) او تهمته بذلك اي كون الراوي متهما بالكذب في الحديث) او فحش غلطه او كثرة غفلته او فسقه او وهمه او مخالفته للثقات) او جهالته بان لا يعرف فيه تعديل ولا تجريح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن ملاقات نہ کرسکے۔ وہ اس طرح کہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا
(مدلس اور مرسل خفی کا فرق) مدلس عام ہے اور مرسل خفی خاص۔ اسلئے کہ مرسل خفی میں معاصرت اور عدم ملاقات کی قید ہے اور مدلس میں نہیں ہے۔
(رد کا دوسرا سبب) طعن ہے اور اسباب طعن دس ہیں۔ پانچ کا عدالت سے تعلق ہے اور پانچ کا ضبط سے۔
(اسباب طعن متعلق عدالت) کذب. تہمت بالکذب. فسق. جہالت حال راوی. بدعت.
(اسباب طعن متعلق ضبط) فحش غلطی. کثرت غفلت. وہم. مخالفۃ ثقات. سوء الحفظ.
(تنبیہ) اسباب طعن میں اول سب سے اقبح ہے پھر دوسرا اس سے کم قبیح اور تیسرا اس سے کم وعلیٰ ہذا۔
(کذب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف قصداً کوئی بات جھوٹ بیان کرے یہ بہت ہی سخت عیب اور گناہ ہے خواہ کسی مصلحت سے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھپر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے۔
(تہمت بالکذب) دو طرح سے ہوتی ہے اول یہ کہ ایسی روایت کرے جو قواعد شرعیہ معلومہ کے خلاف ہو۔ دوم علاوہ روایت حدیث کے دوسرے کلام میں اسکا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔
(فحش غلطی) راوی کی غلط بیانی صحت بیانی سے زائد ہو۔
(کثرت غفلت) راوی سماع حدیث اور تفصیل میں اکثر غافل رہتا ہو۔
(فسق) گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا مثلاً زنا و غیبت وغیرہ یا گناہ صغیرہ کا عادی ہونا۔
(وہم) وہم سے سند یا متن میں تغیر تبدل کردے۔ مثلاً مرسل یا منقطع کو متصل بیان کردے یا ایک حدیث کے جز کو دوسری حدیث میں داخل کردے یا کچھ کمی بیشی کردے یا ضعیف کے بجائے ثقہ کو بیان کردے وغیر ذالک۔
(مخالفت) ثقہ راوی کے خلاف بیان کرے۔ اسکی تفصیل عنقریب صفحہ ۱۲ میں آتی ہے۔
(جہالت) راوی کا حال ہی معلوم نہ ہو کہ وہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ۔ اسکی تفصیل صفحہ ۱۵،۱۶ پر ہے۔

او بدعتہ (ای کو نہ بدعیا) او سوء حفظہ فالاول ھو الموضوع والثانی المتروک والثالث
المنکر علی رأی وکذا الرابع والخامس + ثم الوھم ان اطلع علیہ بالقرائن وجمع الطرق
فالمعلل + ثم المخالفۃ ان کانت بتغییر السیاق فمدرج الاسناد او کانت المخالفۃ
بدمج (بدخل) موقوف بمرفوع فمدرج المتن

(بدعت) دین میں کوئی ایسی جدت کرنا جسکی اصلیت قرآن مجید یا حدیث میں بالکل نہ ہو۔

(سوء حفظ) حافظہ کی غلطی کیوجہ سے غلط بیانی صحت بیانی سے زائد یا برابر ہو۔

(حدیث موضوع) جسکو راوی قصداً جھوٹ بنا کر بیان کرے۔

(حدیث متروک) جسکا راوی متہم بالکذب ہو۔

(حدیث منکر) جسکے راوی[5] میں فحش غلطی یا کثرت غفلت یا فسق ہو۔

(حدیث معلل) جسمیں راوی نے وہم سے کوئی تغیر تبدل کر دیا ہو! اور یہ وہم تغیر قرائن سے اور اسانید سے معلوم ہو گیا ہو

(وہم کی شناخت) یہ صرف وہی کر سکتا ہے جسکو تائید غیبی سے ذہن ثاقب اور حافظہ کامل عطا ہوا ہو کہ رواۃ کے مراتب شناخت اور اسانید و متون احادیث کی پہچان کا خاص ملکہ رکھتا ہو اور جبتک وہم کا ثبوت ہو جائیگا حدیث قابل رد

(اقسام مخالفت) مدرج الاسناد۔ مدرج المتن۔ مقلوب۔ المزید فی متصل الاسانید۔ مضطرب۔ مصحف۔ محرف۔

(حدیث مدرج الاسناد) جسمیں سیاق سند کے سبب سے ثقہ سے مخالفت ہو جاوے اسکی کئی اقسام ہیں۔

(اقسام مدرج) کئی شیوخ سے مختلف اسانید کے ذریعہ سے حدیث سنی اور بیان کیوقت ہر ایک شیخ کی جدا سند بیان نہیں کی شیوخ کی ایک ہی سند کر دی۔ حدیث کا ایک حصہ ایک شیخ سے سنا اور بقیہ حصہ دوسرے سے سنا مگر پوری حدیث ہی سے روایت کر دی۔ شیخ سے دو متن حدیث دو سندوں سے سنے مگر دونوں کی روایت ایک ہی سند سے کر دی یا ایک حدیث کا حصہ دوسری میں شامل کر کے ایک ہی سند سے روایت کر دیا۔ سند اور متن کے بیچ میں شیخ کوئی جملہ معترضہ بول اٹھا سننے والے نے اسکو بھی حدیث کا حصہ سمجھ لیا اور حدیث میں شامل کر کے اسی سند سے روایت کر دیا۔

(مدرج المتن) حدیث کے متن میں کچھ اور داخل کر دینا مگر اسطرح کہ اصل متن یعنی حدیث اور اس زائد شدہ میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ خواہ یہ مدخول قول صحابی ہو یا کچھ اور ہو۔ (تنبیہ) عمداً ادراج حرام ہے اسلئے کہ

۵ بعض کے نزدیک منکر کی تعریف یہی ہے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ ضعیف راوی ثقہ کے خلاف بیان کرے۔ ان دونوں تعریفوں میں عموم خصوص من وجہ ہے

او (كانت المخالفة) بتقديم وتاخير (في اسماء الرواة او في متن الحديث) فالمقلوب + او
بزيادة راوٍ فالمزيد في متصل الاسانيد + او (كانت المخالفة) بابداله (اي بابدال
الراوي او المتن) ولا مرجح (لاحدى الروايتين على الاخرى) فالمضطرب وقد يقع الابدال (في المتن
او الاسناد) عمداً امتحاناً + او (كانت المخالفة) بتغيير حرفٍ او حروفٍ مع بقاء (صورة الخط في) السياق فان كان

(المقلوب) جسکے رواۃ کے اسماء میں یا متن حدیث میں اُلٹ پھیر کر دیا جاوے۔
(المزید فی متصل الاسانید) جسکی سند میں وہم سے کسی راوی کا اضافہ کر دیا جائے مثلاً اصل سند یہ ہی زید حدثنا خالد حدثنا ولید اسمیں بکر کا واسطہ بڑھا کر اسطرح کہا زید حدثنا بکر حدثنا خالد حدثنا ولید۔
(شرائط مزید) محل اضافہ میں سماعت کی تصریح ہو ورنہ اگر بلفظ عن مروی ہے جیسے عن خالد حدثنا ولید تو بکر کے اضافہ کو راجح قرار دیکر یوں کہینگے کہ پہلی سند منقطع تھی جس سے بکر ساقط ہو گیا اور یہ سند متصل روایت ہے۔ نیز اضافہ میں وہم کا ہونا بھی کسی قرینہ سے متحقق ہو جائے ورنہ دونوں سندوں کا اتصال راجح قرار پائیگا کہ زید نے خالد سے بھی سنا اور خالد کے شاگرد بکر سے بھی سنا
(حدیث مضطرب) جسکی سند میں یا متن میں تغیر تبدل ہو اور اسمیں سے کسی کی ترجیح نہ ہو سکے ورنہ راجح کو مقبول اور مرجوح کو
(اضطراب فی السند کی مثال) ایک راوی کہتے ہیں عن اسمٰعیل عن ابی عمرو بن محمد بن حریث عن جدہ حریث عن ابی ہریرۃ اور دوسرے کہتے ہیں عن اسمٰعیل ابی عمرو بن حریث عن ابیہ عن ابی ہریرۃ۔ تیسرے کہتے ہیں عن اسمٰعیل عن ابی عمرو بن محمد بن حریث عن ابیہ الخ۔ چوتھے کہتے ہیں عن اسمٰعیل عن ابی عمرو بن حریث عن جدہ حریث الخ پانچویں کہتے ہیں عن اسمٰعیل عن حریث بن عمار الخ دیکھو اس سند میں اسمٰعیل ہی سے روایت کرنیمیں کسقدر اضطراب ہے۔
(اضطراب فی المتن کی مثال) فاطمہ بنت قیسؓ سے ترمذی میں حدیث مروی ہے ان فی المال حقا سوی الزکوٰۃ اور انہی سے ابن ماجہ میں مروی ہے لیس فی المال حق سوی الزکوٰۃ۔
(مضطرب کے وجوہ ترجیح) احفظ کو غیر احفظ پر ترجیح ہے اور جو تلمیذ اپنے شیخ کیساتھ زیادہ رہا ہو اسکو غیر پر ترجیح ہے
(امتحاناً تغیر تبدل) کسی کا امتحان لینے کیلئے کہ اسکو سند اور متن محفوظ ہے یا نہیں تغیر تبدل کرنا جائز ہے بشرطیکہ ضرورت سے فارغ ہوتے ہی اسکی اصلاح کر دیجائے جیسے امام بخاریؒ کی بغداد میں امتحان کی غرض سے دس علماء نے دس حدیثوں
(تصحیف فی الالفاظ) جسمیں حرف کا تبدل حرف نقطوں کے ذریعہ ہو اور صورت بدستور باقی رہے جیسے

التغییر بالنقطۃ) فهو المصحّف أو (کان التغییر بالشکل فهو) المحرّف ولا یجوز تعمد تغییر المتن
بالنقص ولا (ابدال) المرادف (بمرادف آخر) الا لعالم (بمدلولات الالفاظ و) بما یحیل
(یغیر المعانی) فان خفی المعنی (بان لا یکون اللفظ کثیر الاستعمال او خفی المطلوب لکون الدقۃ و
الاشکال فی المدلول) احتیج الی شرح الغریب وبیان المشکل (ای الی شروح الکتب المعتبرۃ
المصنفۃ فی بیان معانی الالفاظ الغریبۃ النادرۃ وفی بیان مطالب العبارات المشکلۃ)

من صام رمضان واتبعہ ستا من شوال میں بعض نے ستا کی شیئًا سے تصحیف کر دی اور جیسے
مزاحم راوی کے نام کی تصحیف مراجم سے کر دی ہے۔
(تصحیف فی المعنی) ان رسول اللہ صلعم صلی الی عنزۃ۔ عنزہ سے مراد برچھی ہے یعنی برچھی کا سترہ بنا کر
نماز پڑھی۔ بعض نے یہ معنی کر دیے کہ بنی عنزہ قبیلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔
(المحرف) جس میں ایک حرف کی دوسرے حرف سے شکل بدل دی جائے اور سیاق بدستور باقی رہے جیسے عاصم
الاحول کو واصل الاحدب سے بدل دیا گیا۔
(تغییر متن حدیث) حدیث شریف کے الفاظ کو ادل بدل کرنا جائز نہیں ہے خواہ طویل کو مختصر کرنا ہو خواہ ایک لفظ کو
اسکے مرادف سے بدلنا ہو۔ لیکن عالم ماہر فن جو کہ معانی لغویہ اور مستعمل مقصودہ سے پورا پورا واقف ہو اور یہ بھی جانتا
ہو کہ اس تبدل سے مقصود فوت ہو جاتا ہے اور اس سے فوت نہیں ہوتا اُسکے لئے گنجائش ہے کہ شدت ضرورت
کیوقت نہایت احتیاط سے بقدر ضرورت ایسے الفاظ بدلے کہ معانی مقصودہ میں تغیر نہ ہونے پائے۔ باایں ہمہ احوط یہی
ہے کہ تبدل سے بچے اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب الفاظ تک میں جو خصوصی خوبیاں ہیں کوئی انکو معلوم
نہیں کر سکتا چنانچہ بخاری کے پارہ دوم میں یہ حدیث منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازب کو
ایک دعا سکھائی جس میں بنبیک الذی ارسلت تھا وہ اسکو برسولک الذی ارسلت پڑھ گئے۔ تو آپ نے
ٹوکا اور فرمایا نہیں بلکہ بنبیک الذی ارسلت پڑھو یعنی بنبیک کو برسولک سے نہ بدلو۔ رسول حالانکہ نبی
ضرور ہوتا ہے اور رسول کا مرتبہ بھی نبی سے زیادہ ہے مگر آپ نے اس تغیر کو بھی قائم نہ رکھا تو پھر دوسرے تغیر کا کیا پوچھنا۔ بال
احادیث میں بعض الفاظ نادر قلیل الاستعمال اور بعض عبارتیں دقیقہ و مشکل بھی آتی ہیں اور ایسے مقامات کی الفاظ

وانفرد (راوٍ) واحدٌ (بالرواية) عنه فمجهول العين او (سمى الراوي المقل عنه اثنان) فصاعدا ولم يوثق (احد) فمجهول الحال وهو المستور، ثم (السبب التاسع من اسباب الطعن) البدعة بمكفر او بمفسق (لان البدعة اما ان تكون مستلزمة للكفر او الفسق) فالاول لا يقبل (حديث) صاحبها الجمهور والثاني يقبل مالم يكن (رواية) داعية (الى بدعته) في (المذهب) الاصح الا ان روى (البدعي) ما يقوي بدعته فيرد على (المذهب) المختار وبه

نہیں تو ان کا عادل یا غیر عادل ہونا کیسے معلوم ہو۔

(تعدیل مبہم بھی قابل قبول نہیں) اصح مذہب یہ ہے کہ مبہم راوی کی روایت اگرچہ کوئی راوی اس کی تعدیل بھی کر دے تب بھی قبول نہیں۔ اسلئے کہ راوی نے اپنے شیخ غیر مسمّیٰ کی تعدیل محض اپنی تحقیق کیموافق کی ہے اور ممکن ہے کہ واقعہ اسکے خلاف ہو۔ ہاں ماہرین فن نقادین کی تعدیل قابل قبول ہے مثلاً امام مالکؒ یا امام بخاریؒ

اسی بنا پر ثقہ تابعین کی مراسیل کو اور تعلیقات بخاری کو معتبر مانا گیا ہے۔

(مُقل حدیث کی اقسام) مجہول العین۔ مجہول الحال۔

(راوی مجہول العین) وہ مُقل حدیث ہے جس سے نام لیکر صرف ایک ہی راوی نے روایت کی ہو۔

(راوی مجہول الحال) وہ مقل حدیث ہے جس سے نام لیکر ایک سے زائد نے روایت کی ہو مگر کسی نے اسکی توثیق نہ

(مستور راوی) بظاہر تو عبارت کا مطلب یہی ہے کہ مجہول الحال ہی کو مستور بھی کہتے ہیں مگر احتمال ہے کہ ھو کی ضمیر مجہول العین اور مجہول الحال ہر ایک کی طرف راجع ہو۔ اسلئے کہ مستور الحال دونوں ہیں۔

(حکم حدیث مجہول العین) مجہول العین کی حدیث قابل قبول نہیں لیکن اگر کسی نقاد نے اسکی توثیق کر دی ہے تو قابل قبول ہوگی۔ یا اُن سے روایت کرنیوالے خود ثقہ ہوں اور وہ ہمیشہ ثقہ ہی سے روایت کیا کرتے ہوں

(مستور الحال کی حدیث کا حکم) حضرت امام ابوحنیفہؒ وحمادؒ کا قول تو یہ ہے کہ ہم اپنی ناواقفیت کی وجہ سے مجہول الحال کی حدیث کو رد نہیں کرینگے جب تک کہ ہمکو انکا کوئی نقص معلوم نہ ہو جائے مگر جمہور کہتے ہیں کہ جب تک راوی مجہول الحال کا ثقہ ہونا معلوم نہ ہو جائے گا اسکی حدیث مقبول نہ ہو گی۔

(بدعت کی اقسام) اول مستلزم کفر جس سے کفر لازم آتا ہو مثلاً حضرت علی میں حق تعالیٰ کے حلول کرنیکا عقیدہ اور

سلہ۔ مثلاً کہدے اخبرنی ثقۃ ۱۲

صرح الجوزجانی شیخ النسائی (رحمہما اللہ تعالٰی) ثم (السبب العاشر) سوء الحفظ ان کان لازما (للراوی فی جمیع حالاتہ) فھو الشاذ علی رأی (البعض) او کان طاریا (علی الراوی لعارض) فالمختلط ومتی توبع السیئ الحفظ بمعتبر[1] (ای بالراوی الذی یکون فوقہ او مساویہ لا دونہ) ولیس المراد بالمعتبر ھہنا المعنی المتعارف) وکذا المستور والمرسل والمدلس صار حدیثھم حسنا لا لذاتہ بل بالمجموع (من المتابِع والمتابَع)

اور ثانی مستلزم فسق (جیسے عام عقائد بدعیہ)

(بدعتی کی حدیث کا حکم) مستلزم کفر کی حدیث کو جمہور قبول نہیں فرماتے اور مستلزم فسق کی حدیث مقبول ہے بشرطیکہ اسکی روایت سے اسکی بدعت کا نہ ثبوت ہوتا ہو اور نہ تقویت۔ امام نسائی کے شیخ جوزجانی نے اسکی تصریح فرمائی ہے لیکن انسب یہ ہے کہ بدعتی کی روایت چند شروط سے مقبول ہونا چاہئے۔

(۱) جو امر شرعی متواتر طریق سے ثابت اور امور دینیہ ضروریہ میں سے ہو جیسے صلوٰۃ وصوم وغیرہ وہ بدعتی اعتقاداً یا عملاً اسکا منکر نہو۔ (۲) بدعتی ہونیکے سوا ثقاہت کے تمامی صفات اسمیں موجود ہوں۔ (۳) اپنے مذہب کی تقویت کیلئے قرآن مجید وحدیث شریف کی تحریف نہ کرتا ہو۔ (۴) حدیث مروی سے اس بدعت کی تائید نہ ہوتی ہو جسمیں وہ مبتلا ہے۔

(اقسام سوء حافظہ) اول سوء حافظہ لازم ہے کہ ہمیشہ اور ہر حال میں رہتا ہو۔ دوم سوء حافظہ طاری کہ بڑھاپے کیوجہ سے پیش آگیا یا مثلاً کتابیں جنسے روایت کیا کرتا تھا تلف ہوگئیں یا نابینا ہوگیا لہذا اب جو روایت یادداشت سے کریگا تو اسمیں ضرور نقص ہوگا۔

(حدیث شاذ کے دیگر معنی) بعض محدثین سوء حافظہ لازمی کی روایت کردہ حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔ شاذ کی سابق تعریف صفحہ ۵ و ۸ پر مذکور ہوچکی ہے وہ دوسرے قول کی بنا پر ہے۔

(حدیث مختلط) راوی سوء حافظہ طاری کی حدیث کو کہتے ہیں۔

(حدیث مختلط کا حکم) اختلاط سے قبل کی روایت مقبول ہے اور بعد کی غیر مقبول اور جسکی قبلیت و بعدیت کا علم نہو وہ حصول علم پر موقوف ہوگی۔

(حسن لالذاتہ) لازمی سوء حافظہ والے راوی کا جب کوئی متابع مل جائے خواہ اس سے اعلیٰ درجہ کا ہو یا مساوی (حسن لغیرہ) البتہ ادنیٰ نہ ہو تو اسکی حدیث کو حسن لغیرہ کہتے ہیں۔ ایسے ہی (حدیث مختلط کی قسم ثالث اور

[1] معتبر سے یہاں مراد ثقہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ سوء حافظہ والے سے ادنیٰ نہ ہو خواہ مساوی ہو یا فوقیت والا ہو۔ ۱۲

ثم الاسناد (سلسلة الرواة) اما ینتھی الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم تصریحًا او حکمًا من قولہ صلے اللہ علیہ وسلم او فعلہ او تقریرہ او (ینتھی) الی الصحابی (رضی اللہ عنہ) کذلک وھو (ای الصحابی) من لقی النبی صلے اللہ علیہ وسلم مؤمنًا ومات علی الاسلام ولو تخللت الردۃ فی (المذھب) الاصح او (ینتھی) الی التابعی وھو من لقی الصحابی کذلک (ای مومنًا ومات الخ) فالاول (ھو) المرفوع والثانی

مستور اور مرسل اور مدلس بھی حسن لغیرہ ہوجاتی ہے جبکہ ان کا کوئی متابع ملجائے۔

(فائدہ) ان سب کے حسن ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اسمیں راوی ہی کیوجہ سے نقصان آیا تھا لہذا جب کوئی دوسرا راوی بشرطیکہ اس سے ادنیٰ نہ ہو اسکا متابع مل گیا تو وہ نقصان دور ہوگیا۔ اور اس تقویت کیوجہ سے وہ ضعیف حدیث حسن لغیرہ بن گئی یعنی وہ حدیث خود تو حسن نہیں ہے لیکن اس مجموعہ متابع اور متابَع کیوجہ سے حسن ہوگئی ہے۔ جیسے ایک دھاگا اکیلا کمزور ہوتا ہے مگر جب کئی دھاگے باہم ملجاتے ہیں تو وہ مضبوط ڈورا بنجاتا ہے۔ پھر جب سب کے ساتھ اور بہت سے مل جاتے ہیں تو وہ مضبوط رسی بلکہ نہایت مضبوط رسا ہوجاتا ہے۔

(حسن لغیرہ اور ضعیف کی مختصر تعریف) یہ ہے کہ جسمیں صحیح کے تمامی شرائط معتبرہ میں سے ایک بھی موجود نہو یا بعض ہوں اور بعض نہوں تو وہ حدیث ضعیف ہے اور جب ضعیف کے طرق روایت متعدد ہوجائیں کہ انسے اس ضعف کی تلافی ہوجائے تو وہ حسن لغیرہ بنجاتی ہے۔

(صحابی کی تعریف) صحابی وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالت ایمان ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر انکا خاتمہ ہوا ہو۔ اگر نعوذ باللہ درمیان میں مرتد ہوکر دوبارہ مسلمان ہوگئے تو امام شافعیؒ کے نزدیک وہ بدستور صحابی کہلائینگے مگر امام مالکؒ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جبتک دوبارہ اسلام لانیکے بعد ملاقات نبویہ حاصل نہو انکو صحابی نہ کہیں گے۔ مصنفؒ نے اول مذہب کو اصح کہا ہے۔

(تابعی کی تعریف) تابعی وہ ہیں جنکو کسی صحابی سے بحالت ایمان ملاقات حاصل ہوئی ہو اور اسلام ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہوئی ہو۔ اسمیں بھی مسئلہ ارتداد کے اندر وہی اختلاف ہے جو صحابی

(تبع تابعی) وہ ہیں جنکو صرف تابعی سے بحالت ایمان ملاقات حاصل ہوئی ہو۔

(حدیث مرفوع) جسمیں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کا اظہار ہو۔

(ہو) الموقوف والثالث (ہو) المقطوع ومن دون التابعی (من اتباع التابعین فمن بعدہم)
فیہ (ای فی تسمیتہ بمنتہی الیہم) مثلہ (ای مثل ما ینتہی الی التابعی) فالحاصل ان ما ینتہی الی التابعی او
من بعدہ فہو المقطوع) ویقال للاخیرین (ای للموقوف والمقطوع) الاثر والمسند (ہو) مرفوع صحابی
بسند ظاہرہ الاتصال فان قل عددہ (عدد رواۃ السند فہو عال) فاما ینتہی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
او (ینتہی) الی امام ذی صفۃ علیۃ کشعبۃ (ہو امیر المحدثین) فالاول العلو المطلق والثانی النسبی

(تقریر) کے معنی برقرار رکھنا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کوئی کام ہوا یا کوئی بات کہی گئی اور آپنے
اس سے روکا نہیں۔ یا آپکے زمانہ میں کوئی کام ہوا اور آپنے باوجود اطلاع کے اس سے منع نہیں فرمایا تو یہ حدیث تقریری کہلاتی ہے
(حدیث موقوف) صحابیؓ کا قول یا فعل یا تقریر بیان کیا گیا (مع تفصیل مذکور کے)
(حدیث مقطوع) تابعی یا تابعی کے بعد والے کا قول یا فعل یا تقریر (مع تفصیل مذکور کے)۔۔
(اثر) موقوف اور مقطوع کو اثر بھی کہتے ہیں اور بعض علماء ہر حدیث کو اثر کہتے ہیں۔
(مسند حدیث) وہ مرفوع حدیث ہے جو کسی صحابیؓ سے ایسی سند کیساتھ مروی ہو جو بظاہر متصل ہو لہذا انقطاع
خفی بھی مسند میں شامل ہے اور بعض کے نزدیک ہر متصل خواہ موقوف ہو یا مقطوع مسند کہلاتی ہے۔ اور بعض کے نزدیک
ہر مرفوع حدیث مسند کہلائے گی — خواہ مرسل ہو یا معضل یا منقطع۔
(اقسام سند) عالی و مساوی و نازل ہیں ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں مطلقاً اور نسبتاً جب ایک حدیث کی کئی سندیں
(عالی مساوی نازل) ہوں تو جسمیں رواۃ کی تعداد کم ہوگی وہ عالی ہے۔ اور جسمیں تعداد زائد ہوگی وہ نازل ہے اور جسمیں برابر ہو وہ مساوی ہے
(سند میں علو و نزول اب بھی ہوتا ہے) جسطرح حضرات محدثین مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے درمیان رواۃ کی قلتِ تعداد سے علو سند اور کثرت تعداد سے نزول ہوتا ہے اسیطرح ہمارے اور ان محدثین
کے مابین رواۃ و اساتذہ کی قلت تعداد اور کثرت تعداد سے علو اور نزول ہوتا ہے پس جسطرح مصنفین کتب
احادیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تعداد رواۃ کی قلت ہو تو اسکو علو مطلق اور کثرت ہو تو
نزول مطلق کہتے ہیں اسیطرح ہمارے اور مصنفین کے درمیان اگر قلت اور کثرت ہو تو اسکو علو نسبی اور نزول نسبی کہتے ہیں
(اقسام علو نسبی) موافقت۔ بدل۔ مساوات۔ مصافحہ۔

وفیہ (الی النبی) الموافقۃ وھی الوصول الی شیخ احد المصنفین (للصحاح الستۃ او غیرھا) من غیر طریقہ وفیہ البدل وھو الوصول الی شیخ شیخہ کذلک وفیہ المساواۃ وھو استواء عدد الاسناد من الراوی الی آخرہ مع اسناد احد المصنفین وفیہ المصافحۃ وھی الاستواء (فی عدد الراوی) مع تلمیذ ذلک المصنف

(موافقت مع المصنف و البدل) اگر کوئی راوی مصنف حدیث کے سلسلہ سند کے علاوہ کسی دوسرے سلسلہ سند کے ذریعہ مصنف کے شیخ تک پہنچا تو یہ مصنف کے ساتھ موافقت کہلائیگی۔ اسیطرح مصنف اور مصنف کے شیخ کے سلسلہ سند کے علاوہ اگر مصنف کے شیخ الشیخ تک پہنچا تو اسکا نام بدل ہوگا۔ مثلاً بخاری ایک حدیث روایت کرتے ہیں "عن قتیبۃ عن مالک" پس اگر ہم اپنے شیخ کی سند سے روایت کریں اور یہ سلسلہ قتیبہ تک بلاتوسط بخاری کے پہنچائیں تو یہ بخاری کی موافقت کہلائیگی۔ اور اگر بلاتوسط بخاری و قتیبہ کے ہماری سند کا سلسلہ امام مالک تک پہونچ جائے تو اسکا نام بدل ہے۔

(موافقت اور بدل کا اطلاق) اکثر عالی درجہ پر ہوتا ہے۔ مساوی اور نازل پر بہت کم۔ موافقت و بدل کے سلسلہ میں جب رواۃ کی تعداد کم ہوتی ہے تو عالی مرتبہ ہوتے ہیں۔ زائد ہوتی ہے تو نازل اور اگر مساوی ہوتی ہے تو مساوی مرتبہ۔

(مساوات) یہ ہے کہ ہم اور مصنف دونوں دربارہ وسائط رواۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک برابر ہوں۔ مثلاً مصنف کسی حدیث کو روایت کرتے ہیں تو انکے سلسلہ سند میں سات راوی ہیں۔ اور بلاتوسط مصنف ہماری روایت کے سلسلہ میں بھی سات ہی راوی ہیں تو ہمارے اور مصنف کے درمیان مساوات ہوگئی۔

(مصافحہ) یہ ہے کہ ہم اور تلمیذ مصنف نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک درمیانی راویوں میں برابر ہوجائیں پس جبکہ ہم کسی مصنف کے تلمیذ کی مساوات میں آگئے تو گویا مصنف سے ہماری ملاقات اور مصافحہ ہوگیا۔

(فائدہ) ہر خبر کی صحت کیلئے چونکہ رواۃ کی ثقاہت محقق کرنیکی ضرورت ہے۔ اسلئے درمیانی راوی جتنے ہونگے اسیقدر صحت کی تحقیق میں دشواری پیش آئیگی سبب کمی ہوگی۔ لہذا حدیث شریف کی سند میں جسقدر راوی کم ہونگے اسیقدر وہ اصح اور عالی سند ہوگی یہی وجہ ہے کہ بخاری شریف میں ثلاثیات کا اور موطا مالک میں ثنائیات کا مرتبہ (علو کا انتہائی مرتبہ) یہ ہے کہ جیسے عالی میں رواۃ کی تعداد کم ہے ویسے ہی تمام رواۃ ثقہ بھی ہوں۔ اگر

ويقابل العلوّ باقسامه النزولُ + فان تشارك الراوی ومن روی عنه فی السن والعمر وَاللُّقِيِّ (الاخذ عن الشيخ) فهو الاقران (ای رواية القرين عن القرين) فان روی كل واحد منهما (من القرين) عن الآخر فالمُدَبَّجُ وان عمن دونه فالاكابر عن الاصاغر + ومنه (رواية) الآباء عن الابناء وفی عكسه كثرة ومنه من روی عن ابيه عن جده وان اشترك (فی الرواية) اثنان عن شيخ (واحد) وتقدم موت احدهما فهو (ای من تقدم موته) السابق و (من تأخر موته فهو) اللاحق +

نازل کے رواۃ زیادہ ثقہ ہونگے تو پھر باعتبار صحت کے نازل ہی عالی مرتبہ ہو جائیگی۔

(تنبیہ ۸) موضوع حدیث یا موضوع سند چونکہ بے اصل ہی لہذا کسی شمار میں نہیں بلکہ غلط اور بیکار محض ہے

(فائدہ) جس طرح عالی کے مختلف مراتب ہیں اسی نسبت سے نازل کے بھی مختلف مراتب ہیں۔ کیونکہ عالی مقابل ہو

(روایۃ القرین) اگر راوی اور مروی عنہ قرین یعنی ہم عمر ہوں یا ایک استاد کے شاگرد ہوں تو اس روایت کو روایۃ القرین کہتے ہیں۔ یعنی ہم عمر و ہم زمانہ کی روایت اپنے مثل سے۔

(روایۃ مُدَبَّج) یہ ہو کہ ہر ایک قرین (ہم عصر یا استاد بھائی) اپنے دوسرے قرین سے روایت کرے۔

(فائدہ) روایت مُدَبَّج خاص ہو اور روایت قرینین عام۔ اسلئے کہ مُدَبَّج کا ہر ایک جانب سے روایت ہونا لازمی ہو اور قرینین میں ایک ہی جانب سے روایت کافی ہے۔

(روایت الاکابر عن الاصاغر) اکبر[۲] اپنے اصغر سے روایت کرے۔ آبا کا اپنی اولاد سے روایت کرنا یا شیخ کا اپنے تلمیذ سے یا صحابیؓ کا تابعی سے روایت کرنا اسی قبیل سے ہو۔

(روایت الاصاغر عن الاکابر) سابق کا عکس یعنی اصغر اپنے اکبر سے روایت کرے۔ اسکا وقوع بہت کثیر ہی اور عن ابیہ عن جدہ کی روایت بھی اسی میں داخل ہو۔

(سابق اور لاحق) ایک شیخ کے دو شاگرد ہیں جو شیخ سے روایت کرنے میں شریک ہیں۔ پس ان میں سے جسکا اول انتقال ہو وہ سابق کہلاتا ہو۔ اور جسکا بعد میں انتقال ہو وہ لاحق کہلاتا ہو۔

(سابق اور لاحق کی درمیانی مدت) ایکسو پچاس[۱۵۰] تک پائی جاتی ہو۔ چنانچہ ابو علی اور ابو القاسم دونوں نے

۱۔ مُدَبَّج = دِیباجَتَی الوَجہِ (چہرہ کے ہر دو رخسار) سے مشتق ہے۔ ۱۲

۲۔ یہ اصغر اکبر ہونا عام ہے خواہ بلحاظ عمر ہو خواہ علم و ضبط کے اعتبار سے۔ ۱۲

وان روی (الراوی) عن اثنین متفقی الاسم ولم یتمیزا (بما یخص کلا منهما) فباختصاصہ (ای الراوی) باحدھما یتبین المھمل- وان جحد الشیخ مرویہ جزما رُدّ (ذلک المروی) او (ان جحد) احتمالاً قُبل فی (المذہب) الاصح و(صنف) فیہ (الدار قطنی کتابا اسمہ) من حدث ونسی + وان اتفق الرواۃ (فی اسناد من الاسانید) فی صیغ الاداء او غیرھا من الحالات (القولیۃ والفعلیۃ) فھو المسلسل +

حافظ سلفی سے حدیث سُنی ہی اور ابو علی کا انتقال سنہ ۵۰۰ھ میں ہوا ہی اور ابو القاسم کا سنہ ۶۵۰ھ میں۔
(لاحق اور سابق کی معرفت کا فائدہ) لاحق سے علو سند حاصل ہوتی ہی- اور تدلیس کا شبہ بھی جاتا رہتا ہے اسلئے کہ سابق کے سلسلہ میں جو واسطہ ہوتا ہے وہ ممکن ہی لاحق کے سلسلہ میں نہو۔
(ہمنام رُواۃ اور اُنمیں امتیاز) ہمنام ہونیکی وجہ سے جو رواۃ غیر ممتاز ہوں اُنکو مہمل کہتے ہیں۔ اگر وہ سب ثقہ ہوں تو انمیں امتیاز کی زیادہ ضرورت نہیں۔ البتہ اگر ثقہ اور غیر ثقہ دونوں مشترک ہوں تو پھر انمیں امتیاز کی لامحالہ ضرورت ہی۔
(اسباب امتیاز) نسب (اب وجد وغیرہ) نسبت (قبیلہ وپیشہ وغیرہ) لقب کنیت وغیرہ سے راوی کو ممتیز کیا جائیگا۔ اگر امور مذکورہ سے امتیاز نہو سکے تو پھر راوی کو جس شیخ کیساتھ خصوصیت ہوگی اس سے روایت سمجھی جائیگی۔ اگر خصوصیت بھی سب کے ساتھ برابر ہو تو پھر قراین اور ظن غالب سے امتیاز ہو گا۔
(اُستاد کا کسی حدیث کیمتعلق انکار | ایک حدیث شیخ سے روایت کیجاتی ہی اور شیخ اس سے یقینی طور پر منکر ہے تو یہ کہ میں نے بیان نہیں کی) حدیث قابل عمل نہیں۔ اور اگر بصورت شک و احتمال منکر ہی تو اصح مذہب یہ ہے کہ وہ حدیث مقبول ہوگی بشرطیکہ اسکا روایت کرنیوالا ثقہ ہو۔ لہذا قوی احتمال یہی ہوگا کہ شیخ نے ضرور روایت کی ہوگی مگر بھول گئے کیونکہ راوی ثقہ ہی۔ دارقطنی رحمہ اللہ نے اسمیں مستقل کتاب لکھی ہے جسکا نام من حدث ونسی ہی۔ اسمیں اُن شیوخ کا بیان ہی جنہوں نے حدیث بیان کی اور پھر بھول گئے۔
(حدیث مسلسل) وہ ہی جسکو سلسلہ سند کے تمام رواۃ ایک ہی صیغۂ لفظ سے بیان کریں۔ یا بیان کرتے وقت حالت قولیہ اور فعلیہ سبکی ایک ہو۔ یا صرف حالت قولیہ یا صرف حالت فعلیہ متحد ہو۔
(وحدت صیغہ کی مثال) ہر ایک راوی ابتدا سند سے آخر تک حدثنا یا سمعت یا قال فلان کہے۔

وصِیَغُ الاداء (کثیر لکن مراتبہا ثمانیۃ اولہا) سمعت وحدثنی۔ ثم (الثانیۃ) اخبرنی وقرأت علیہ ثم (الثالثۃ) قرئ علیہ (ای الشیخ) وانا اسمع ثم (الرابعۃ) انبأنی ثم (الخامسۃ) ناولنی ثم (السادسۃ) شافہنی (بالاجازۃ) ثم (السابعۃ) کتب (الشیخ) الیّ (بالاجازۃ) ثم (الثامنۃ) عن ونحوہا فالاولان (اعنی سمعت وحدثنی) لمن سمع وحدہ من لفظ الشیخ فان جمع (الراوی ای اتی بصیغۃ الجمع کحدثنا وسمعنا) فمع (اشتراک) غیرہ واولہا (ای سمعت) اصرحہا

(حدیث قولیہ وفعلیہ کی مثال) انس رضی اللہ عنہ مرفوعًا روایت کرتے ہیں: لایجد العبد حلاوۃ الایمان حتی یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ قال (انس) وقبض رسول اللہ صلعم علی لحیتہ قال آمنت بالقدر" پس اس حدیث کو بیان کرتے وقت ہر ایک راوی نے اسیطرح اپنی داڑھی کو پکڑا اور کہا آمنت بالقدر۔

(حدیث قولیہ کی مثال) انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاذ انی احبك فقل فی دبر کل صلوٰۃ اللہم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك پس ہر ایک راوی نے بھی اسکی روایت کرتے وقت اسیطرح کہا۔

(حدیث فعلیہ کی مثال) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ شبک بیدی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم وقال خلق اللہ الارض یوم السبت۔ پس ہر ایک راوی نے بھی اس حدیث کو اسیطرح اپنے تلمیذ کے ہاتھ میں تشبیک کرکے روایت کیا۔

(فائدہ) آجکل کی مروجہ صورت کہ تلمیذ پڑھتا ہے اور شیخ سنتا ہے زمانہ سابق میں نادر و کمیاب تھی بلکہ صورت یہ تھی کہ شیخ حدیث سُناتا تھا اور سب شاگرد اسکو سُنتے اور پھر روایت کرتے تھے اسکے علاوہ اور بھی کئی صورتیں تھیں جنکا بیان شروع ہوتا ہے۔

(حدیث شریف کے بیان کرنیکے الفاظ) بہت ہیں لیکن انکے مراتب آٹھ ہیں (۱) سمعتُ وحدثنی۔ (۲) اخبرنی وقرأت علیہ (۳) قرئ علی الشیخ وانا اسمع (۴) انبأنی (۵) ناولنی (۶) شافہنی (۷) کتب الیّ الشیخ یعنی شیخ نے اپنی سند سے روایت کرنیکی مجھکو اجازت لکھدی (۸) عن قال وذکر وروی۔

(تنبیہ) تلمیذ نے جبکہ بلا اشتراک تنہا شیخ سے سُنا ہو تو "سمعت یا حدثنی" واحد کا صیغہ کہتا ہے اور اشتراک کی صورت میں سمعنا یا حدثنا جمع کا صیغہ۔ اسیطرح جب تنہا تلمیذ اپنے شیخ کو سنائے تو "اخبرنی یا قرأت علیہ" (واحد کا صیغہ) کہیگا۔ اور اشتراک کی صورت میں اخبرنا یا قرأنا علیہ (جمع کا صیغہ) کہیگا۔

(سماع کا مرتبہ) یعنی سمعت سب پر فائق ہے اسلئے کہ سماع کے صیغہ سے صراحۃً بذاتہ سُننا ثابت ہوتا ہے۔

۵۱۔ یہ واؤ محض عطف کے لئے ہے اور "ثم" عطف اور ترتیب دونوں کے لئے ہے۔ ۱۲
۵۲۔ یہ صیغے کبھی کبھی تنہا سماعت کے لئے بھی بولے جاتے ہیں۔ ۱۲

(فی الدلالۃ علی السماع بلا واسطۃ ثم وارفعہا (قدرا ما یقع) فی الاملاء والثالث (اعنی اخبرنی) کالرابع (اعنی قرأت علیہ) لمن قرأ (علی الشیخ) بنفسہ (الا باشتراک غیرہ) فان جمع (ای بضمیر الجمع مثل اخبرنا وقرأنا علیہ) فھو کالخامس (ای کقرئ علیہ وانا اسمع) والانباء بمعنی الاخبار الا فی عرف المتاخرین فھو (عندھم) للاجازۃ کعن ٭ وعنعنۃ المعاصر محمولۃ علی السماع الا من المدلس وقیل یشترط (فی حملہا علی السماع) ثبوت لقائہما (ای الراوی والمروی عنہ) ولو مرۃ (واحدۃ) وھو (المذھب) المختار و اطلقوا (مجازا) المشافھۃ فی الاجازۃ المتلفظ بہا و (کذا اطلقوا) المکاتبۃ فی الاجازۃ المکتوب بہا واشترطوا فی صحۃ الروایۃ

سننے کے ساتھ ہی ساتھ جبکہ راوی شیخ کے سنتے ہوئے الفاظ لکھ بھی لے تو یہ سماع زیادہ بلند مرتبہ کا ہو جاتا ہے۔

(انباء) اخبار کے ہم معنی ہے لیکن متاخرین کے عرف میں عن کیطرح اجازت کیلئے ہے۔

(عنعنہ اور معنعن) عن کے ذریعے روایت کرنیکا نام عنعنہ ہے اور جو حدیث عن کے ذریعہ روایت کیجائے وہ معنعن کہلاتی ہے۔

(عنعنہ کا حکم) روایت عنعنہ دو شرطوں سے سماع پر محمول کیجاتی ہے۔ راوی اور مروی عنہ میں معاصرت ہو یعنی دونوں کا زمانہ ایک ہو۔ دوم راوی مدلس نہ ہو۔ امام بخاریؒ معاصرت کیساتھ باہمی ملاقات کو بھی شرط کہتے ہیں۔ سماع کیلئے صرف معاصرت کافی نہیں اور یہی مذہب پسندیدہ ہے۔

(فائدہ) قال لی اور ذکر لی اگر لنا کیساتھ آئے تو سماع پر دلالت ہوگی مگر وہ سماع جو مذاکرہ کے طور پر بغیر بیان حدیث ہو۔

(اجازت) یہ ہے کہ شیخ اپنی سند سے روایت کرنیکی اجازت دیدے خواہ اس سے سنا ہو یا نہیں۔

(مشافہہ) منہ در منہ گفتگو کرنے کو کہتے ہیں۔ اور محدثین کی اصطلاح میں اسکو کہتے ہیں کہ شیخ اپنی زبان سے روایت کرنے کی اجازت دیدے۔

(مکاتبہ) اسکو کہتے ہیں کہ شیخ روایت کرنیکی تحریری اجازت دے مگر متقدمین کے نزدیک مکاتبہ یہ ہے کہ شیخ حدیث کو لکھکر طالب کو پہنچا دے خواہ روایت کی اجازت دے یا نہ دے۔

بالمناولة اقترانها بالاذن بالرواية وهى ارفع انواع الاجازة وكذا اشترطوا (للرواية) الاذن (بالرواية) فى الوجادة والوصية بالكتاب و(كذا اشترطوا الاذن) فى اعلام والا فلا عبرة بذالك كالاجازة العامة و(كذا لا تعتبر الاجازة) للمجهول

(مناولت) شیخ اپنی اصل کتاب یا نقل طالب کو دیدے یا طالب شیخ کی اصل کتاب شیخ کے روبرو پیش کرے اور ہر صورت میں شیخ کہدے کہ میں اسکو فلاں سے روایت کرتا ہوں اور میں نے تجھکو اپنے سے اسکی روایت کرنیکی اجازت دی۔ طالب کا اصل یا نقل پر قبضہ بھی ہونا چاہئے تاکہ وہ اس سے نقل کرکے مقابلہ بھی کرلے۔ اور یہ صورت اجازت کی سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔

(وجادت) یہ ہے کہ کوئی حدیث لکھی ہوئی ملگئی اور طرز تحریر سے یا دستخط سے یا شہادت وغیرہ سے یقین ہوگیا کہ فلاں کی تحریر ہے
(وجادت کے ذریعہ روایت) اس صورت سے ہوسکتی ہے کہ یوں کہے فلاں نے یہ لکھا ہے یا اسکا ہم معنی کوئی اور لفظ کہے۔ اخبرنی نہیں کہسکتا۔ ہاں اگر کاتب نے روایت کی اجازت دیدی ہو تو ایسا کہنا جائز ہے۔

(وصیتہ بالکتاب) شیخ وصیت کردے کہ میری لکھی ہوئی کتاب فلاں کو دیدی جائے۔
(وصیتہ کے ذریعہ روایت) جائز ہے بشرطیکہ موصی نے موصیٰ لہ کو روایت کی اجازت بھی دیدی ہو۔ اور بعض علماء اسکو بلاشرط جائز کہتے ہیں

(اعلام) شیخ طالب کو بتلادے کہ میں فلاں کتاب کو فلاں سے روایت کرتا ہوں۔

(اجازت عامہ اور اس سے روایت) یہ ہے کہ شیخ کہدے میں نے اپنے سے روایت کرنیکی اجازت فلاں جماعت کو دی یا تمام مسلمانوں کو دی۔ اجازت عامہ سے روایت معتبر نہیں۔

(اعلام کے ذریعہ روایت) جائز ہے بشرطیکہ شیخ نے روایت کی اجازت بھی دیدی ہو۔

(اجازت للمجہول) یہ ہے کہ شیخ کسی نامعلوم شخص کو روایت کی اجازت دے۔ مثلاً کہے کہ میں نے طالب کو یا ثقہ کو اجازت دی۔ یا کسی مسمّٰی کو اجازت دے لیکن وہ مسمّٰی اپنے ہم ناموں کے اشتباہ کی وجہ سے غیر معلوم ہوجائے۔ مثلاً کہے کہ میں نے زید کو اجازت دی درانحالیکہ زید کئی آدمیوں کا نام ہے۔

(اجازت بالمجہول) یہ ہے کہ شیخ کسی غیر معلوم روایت کی اجازت دے۔ مثلاً کہے کہ میں نے تمکو حدیث کی کتاب کی یا اپنی بعض مسموعات کی اجازت دی اور وہ کتاب اور بعض مسموعات کسی صورت سے بھی معلوم اور متعین نہ ہوئے ہوں۔

و(لا) للمعدوم على الاصح في جميع ذلك (من الاجازة العامة والاجازة للمجهول و بالمجهول
وللمعدوم) ثم الرواة ان اتفقت اسماءهم واسماء آبائهم فصاعدًا (اي فاسماء اجدادهم ايضا
اتفقت) واختلفت اشخاصهم فهو (اي هذا النوع يقال له) المتفق (في اللفظ) والمفترق (في
الاشخاص) وان اتفقت الاسماء خطًا واختلفت نطقا فهو المؤتلف (خطا) والمختلف
(نطقا) وان اتفقت الاسماء (خطا ونطقا) واختلفت (اسماء الآباء نطقا مع ائتلافها خطا) او
بالعكس فهو المتشابه وكذا ان وقع الاتفاق في الاسم والاب والاختلاف في
النسبة + ويتركب منه (اي من المتشابه) ومما قبله (من المؤتلف والمختلف) انواع منها
ان يحصل الاتفاق او الاشتباه (في اسم الراوي واسم الاب مثلا) الا في حرف او حرفين

(اجازت للمعدوم) یہ ہے کہ شیخ کسی غیر موجود شخص کو اجازت دے مثلاً کہے کہ فلاں بچہ کو جو پیدا ہوگا میں نے اجازت دی۔
(اجازت مذکورہ سے روایت کرنا) اصح مذہب یہ ہے کہ انمیں سے کسی صورت میں بھی روایت کرنا جائز نہیں
البتہ بعض حضرات نے معدوم کی صورت میں اجازت کو جائز رکھا ہے۔
(المتفق والمفترق) وہ راوی جنکے نام مع ولدیت کے یکساں ہوں جیسے خلیل۔ دو ہیں ایک بستی اور دوسرے
سنجری مگر نام یکساں ہے اور دونوں کی کنیت بھی ابوسعید ایک ہی ہے۔
(المؤتلف والمختلف) یعنی وہ راوی جنکے نام کتابت میں یکساں ہیں مگر تلفظ میں مختلف کیونکہ بلحاظ کتابت
مؤتلف یعنی متفق ہیں اور بلحاظ تلفظ مختلف ہیں جیسے عَقیل (بفتح العین و کسر القاف) اور عُقَیل (بضم العین و فتح القاف)
(رواۃ متشابہ) یعنی وہ ہمنام راوی جنکی ولدیت تلفظ میں مختلف ہو اور کتابت میں متفق جیسے محمد بن عَقیل
(نیسابوری) اور محمد بن عُقَیل (فریابی) یا بالعکس ہو کہ ولدیت متفق ہو مگر اصل نام تلفظ میں مختلف ہوں اور کتابت
میں متفق جیسے شُریح بن النعمان (تابعی) اور سُریج بن النعمان (شیخ امام بخاری)
(فائدہ) متشابہ اور مؤتلف و مختلف سے ملکر کئی قسمیں ہوجاتی ہیں۔ (۱) خود رواۃ اور انکے آبا ہم نام ہوں
لیکن صرف ایک یا دو حرف سے ہم نامی یا اشتباہ زائل ہوجائے جیسے محمد بن سنان اور محمد بن سیار پس راوی تو ہم نام ہیں
اور ولدیت میں ن اور ی کے فرق سے اتحاد بھی جاتا رہا اور پھر ن اور ر کے فرق سے اشتباہ بھی رفع ہوگیا

او (يحصل الاتفاق في الكتابة والنطق لكن يحصل الاختلاف او الاشتباه) بالتقديم والتاخير (في الاسمين) او نحو ذلك (كان يقع التقديم والتاخير مثلاً في الاسم الواحد في بعض حروفه) +

(خاتمة) ومن المهم معرفة طبقات الرواة و(اوقات) مواليدهم ووفياتهم وبلدانهم واحوالهم تعديلاً وتجريحاً وجهالة، ومراتب الجرح واسوءها (اي اسوء مراتب الجرح) الوصف بافعل (التفضيل) كاكذب الناس ثم دجال او وضاع او كذاب، واسهلها (اي اسهل مراتب الجرح قولهم فلان) لين او سيئ الحفظ او فيه مقال (ومن المهم معرفة) مراتب التعديل وارفعها الوصف بافعل (التفضيل) كاوثق الناس ثم ما تأكد بصفة او صفتين (من الصفات الدالة على التعديل) كثقة ثقة او ثبت

---

(۲) راویوں کے نام اور ولدیت ایک ہی لیکن تقدیم وتاخیر سے اختلاف یا اشتباہ ہو جیسے مسلم بن ولید اور ولید بن مسلم (۳) راویوں کے نام اور ولدیت ایک ہی لیکن صرف ولدیت کے حروف میں تقدیم وتاخیر سے اختلاف یا اشتباہ ہو جیسے ایوب بن سیار اور ایوب بن یسار۔

(خاتمہ) رواۃ کے متعلق امور ذیل کا معلوم کرنا ضروری اور اہم ہے:۔

اول طبقات۔ مثلاً اسلام کے قبول کرنے میں تقدیم وتاخیر یا عمر کی کمی بیشی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا صحابہ یا شیوخ کے ساتھ صحبت میں قلت وکثرت وغیرہ کہ ان امور کی وجہ سے رواۃ کے طبقات و مراتب میں فرق آجاتا ہے دوم رواۃ کی پیدائش اور وفات کی تواریخ۔ سوم رہنے کے شہر اور وطن۔ چہارم تعدیل وجرح اور جہالت کے اعتبار سے رواۃ کے حالات۔ پنجم جرح کے مراتب کہ کس قسم کی ہے اور اس جرح کے ہوتے ہوئے حدیث مقبول ہے یا نہیں۔ (اسکی تفصیل اسباب طعن میں از صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۱۷ مذکور ہو چکی ہے)

(جرح کے مراتب) اعلیٰ مرتبہ جرح کا یہ ہے کہ ماہر فن حدیث کسی کے متعلق اسم تفضیل کا صیغہ اکذب الناس کہے پھر اسکے بعد دجال کہنے کا مرتبہ ہے۔ پھر وضاع یا کذاب۔ اور ادنیٰ مرتبہ جرح کا یہ ہے کہ نقاد حدیث کہیں فلاں لین نرم ہے روایت میں محتاط نہیں یا کہیں برے حافظہ کا ہے یا کہیں کہ اسکے بارہ میں کلام ہے۔

(تعدیل کے مراتب) اعلیٰ مرتبہ تعدیل کی یہ ہے کہ نقاد فن اسم تفضیل کا صیغہ اسکے لئے بیان کریں۔ مثلاً

ثبت او ثقة حافظ وادناها ما اشعر بالقرب من اسهل التجريح كشيخ (ويروى حديثه ويعتبر به ونحو ذلك) ÷ وتقبل التزكية من عارف باسبابها ولو من واحد على الاصح والجرح مقدم على التعديل ان صدر (الجرح) مبيّنًا من عارف باسبابه فان خلا المجروح عن التعديل قُبل (الجرح) مجملًا على المختار (فصل) و (من المهم) معرفة كنى المسمّين و (عكس ذلك اى معرفة) اسماء المكنّين و (معرفة) من اسمه كنيته و (معرفة) من اختلف فى كنيته و (معرفة) من كثرت كناه او (كثرت) نعوته و (معرفة) من وافقت كنيته اسم ابيه او بالعكس او (وافقت) كنيته كنية زوجته

فلاں اوثق الناس ہی۔ پھر دوسرا درجہ یہ ہی کہ ایک صفت سے یا دو سے تاکید ہو جیسے فلاں ثقہ ہی ثقہ ہی یا ثبت ہی ثبت ہی۔ یا ثقہ ہی حافظ ہی۔ اور ادنیٰ مرتبہ تعدیل کا وہ ہی جس سے جرح کے ادنیٰ مرتبہ کے قریب ہونا معلوم ہو جیسے فلاں شیخ "یا یہ کہ اسکی حدیث روایت کیجاتی ہی۔ یا اسکا اعتبار کیا جاتا ہی (فائدہ) واضح رہے کہ تعدیل اور جرح کے اسباب سے جو شخص پوری طرح واقف ہوگا اُسیکا تزکیہ تحقیق حال معتبر ہوگا صحیح مذہب ہی کہ صرف ایک ماہر کا تزکیہ بھی قبول ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک عدد شہادت کیموافق جرح مبیّن تعدیل پر مقدم ہی۔ جب راوی میں کوئی جرح بھی پائی جائے۔ اور اسکی کوئی تعدیل بھی کرے تو جرح مقدم ہوگی تعدیل پر بشرطیکہ جرح بیّن و ظاہر ہو مجمل یا مبہم نہ ہو اور واقف کار کی جرح ہو۔ اور اگر مجروح راوی کی تعدیل کسی نے نہیں کی تو مذہب مختار یہ ہے کہ جرح غیر بیّن بھی مقبول ہی۔ اور بعضے اسمیں توقف کرتے ہیں

فصل = رواۃ کے اسماء اور کنیتوں اور القاب و صفات کا جاننا بھی ضروری ہی۔ اسلئے کہ بعض نام ہی سے مشہور ہیں۔ اور بعض کنیت سے اور بعض کی نسبت ہی نام ہی اور بعض کی کنیتیں یا صفات یا القاب کثرت سے ہیں۔ اور بعض کی کنیت باپکے نام پر ہے جیسے ابراہیم بن اسحٰق (تبع تابعی) کی کنیت ابو اسحٰق ہے یا بالعکس جیسے اسحٰق بن ابی اسحٰق السبیعی اور بعض کی کنیت انکی بی بی کی کنیت کیموافق ہے جیسے بعض کے شیخ اور باپ کا نام ایک ہوتا ہی جیسے ربیع بن انس کہ شیخ کا نام بھی انس ہے۔ بعض غیر باپ کیطرف

[illegible]

ابو ایوب اور ام ایوب

(او وافق اسم شيخه اسم ابيه و (معرفة) من نسب الى غير ابيه (كالمقداد بن الاسود فانه متبناه لا ولده) او (نسب) الى امه او الى غير ما يسبق الى الفهم و (معرفة) من اتفق اسمه واسم ابيه و (اسم) جده او (اتفق اسمه و) اسم شيخه و (اسم) شيخ شيخه فصاعداً و (معرفة) من اتفق اسم شيخه و (اسم) الراوي عنه و (من المهم في هذا الفن) معرفة الاسماء المجردة (من الكنى والالقاب) و (معرفة الاسماء) المفردة (اي من لا سمي له) و (معرفة) الكنى (المجردة والمفردة) والالقاب (الملقب بها) والانساب و (الانساب قد) تقع (تارة) الى القبائل و (تارة) الى الاوطان (والنسبة الى الوطن اعم من ان يكون) بلاداً او ضياعاً (جمع ضيعة وهي المزرعة) او سككاً او مجاورة وتقع (النسبة تارة) الى الصنائع والحرف

منسوب ہیں جیسے "مقداد بن اسود" کہ انکے باپ عمرو ہیں اسود نے انکو پالا تھا اسلئے اسود کیطرف منسوب ہو گئے۔ بعض اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں۔ جیسے ابن عُلَیّہ کہ عُلَیّہ انکی ماں کا نام ہے بعض ایسے کی طرف منسوب ہیں جس طرف خیال بھی نہیں پہنچتا جیسے سلیمان تیمی۔ مراد یہ ہے کہ سلیمان بنی تیم میں رہنے والے۔ حالانکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے سلیمان بنی تیم خاندان کے ہیں۔ بعض اپنے باپ اور نیز دادا کے ہم نام ہیں جیسے حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم۔ بعض اپنے شیخ اور شیخ الشیخ اور زائد کے ہم نام ہیں۔ جیسے عمران القصیر عن عمران العطاردی عن عمران ابن حصین الصحابی۔ بعض کے شیخ اور تلمیذ ہم نام ہیں جیسے قال مسلم حدثنا عبد بن حمید عن مسلم۔ بعض رواۃ کا صرف نام ہی ہوتا ہے کنیت اور لقب کچھ نہیں ہوتا بعض اپنے نام میں تنہا ہوتے ہیں کوئی ان کا ہم نام نہیں ہوتا۔ جیسے سَنْدَر۔ بعض کی صرف کنیت ہوتی ہے اور وہ بھی ایسی کہ دوسرے کی وہ کنیت نہیں ہے بعض کے القاب اور نسبتیں ہیں خواہ نسبت قبیلہ کی طرف یا وطن کی یا شہر کی یا کھیت کی یا پڑوس کی یا صفت کی یا پیشہ۔

(فائدہ) جسطرح ناموں میں اتفاق اور اشتباہ ہوتا ہے اسیطرح نسبتوں میں بھی اشتباہ ہوتا ہے۔ جیسے حنفی اسمیں کتابت اور تلفظ کا تو اتفاق ہے لیکن نسبت میں اشتباہ ہے یعنی تبیع ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ویقع فیہا (ای فی الانساب المذکورۃ) الاتفاق والاشتباہ کالاسماء (مثل الحنفی فہو کما نسب الی صاحب المذہب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کذلک الی قبیلۃ من بنی حنیفۃ فحصل فیہ الاتفاق فی اللفظ والکتابۃ معًا والاشتباہ فی النسبۃ) وقد تقع (ای الانساب) القابًا ؛ و(من المہم معرفۃ) اسباب ذلک (الالقاب والنسب التی باطنہا علی خلاف ظاہرہا) وکذا (من المہم) معرفۃ الموالی من الاعلیٰ والاسفل بالرِّق او بالحِلف ومعرفۃ الاخوۃ والاخوات ؛ و(من اہم المہمات) معرفۃ اٰداب الشیخ والطالب و(معرفۃ) سن التحمل والاداء و(معرفۃ صفۃ) الضبط فی الکتاب وصفۃ کتابۃ الحدیث

یا فردِ بنی حنیف قبیلہ کا۔ کبھی نسبت ہی لقب بنجاتا ہے۔ اور لقب کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ اسیطرح مولیٰ کا لفظ کئی معنی میں مشترک ہے۔ مولیٰ اعلیٰ (آزاد کنندہ) مولیٰ اسفل (آزاد کردہ شدہ) مولیٰ بالحلف (جسمیں باہمی نصرت وغیرہ کا معاہدہ قسم کھاکر ہوا ہو) مولیٰ بالاسلام (جسکے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہو) لہذا اسمیں بھی مشتبہ کے امتیاز کی ضرورت ہے۔ اسیطرح رواۃ کے بھائی بہن بھی معلوم کرنیکی ضرورت ہے کہ دو مشتبہ نام کا فرق معلوم ہوتا اور دیگر امور پر روشنی پڑتی ہے۔ لہذا ان سب امور کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔

(تنبیہ) چونکہ فن حدیث دینی علم اور نور الٰہی ونیز میراث انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ لہذا اس علم کے وارثین پر بھی اسکا احترام ضروری ہے۔ پس علماء دین اور طلبہ کو چاہیے کہ اوامر کی تعمیل اور منہیات سے پرہیز کرنے میں انتہائی کوشش کریں۔ خصوصًا نوافل (نماز وغیرہ) کو کماحقہ ادا کریں اور حرص وطمع حسد وکینہ اور بغض وریا وسمعہ کو بالکل ترک فرمائیں اور شیخ پر ضروری ہے کہ اپنے شاگرد وطالب سے بتانے میں مطلق بخل نہ کرے۔ اور طالب پر ضروری ہے کہ شیخ کی بلحاظ عالم دین ہونیکے انتہائی عزت واحترام کرے۔ اللھم ارزقنا اتباع النصح۔ علم حدیث کے سیکھنے اور سکھانے کیلئے سن شعور کا بھی خیال رکھا جائے بے سمجھ کو نہ سکھایا جائے نہ انکو بیان کرنیکی اجازت دیجائے۔ اور کتابت میں ضبط کا طریقہ پہچاننا چاہیے۔ اور حدیث شریف کے لکھنے کا طریقہ معلوم ہونا چاہیے۔ مثلاً مشکل الفاظ کے معانی ومطالب ضروریہ وغیرہ بھی ساتھ ہی ساتھ شیخ سے سمجھکر حاشیہ پر یا جدا بیاض پر لکھتے رہیں۔

(تنبیہ) ضبط فی الکتابۃ اور صفۃ کتابت حدیث کی تکمیل کتب احادیث اور انکی شروح سے کافی ہوچکی ہے

و (صفة) عرضه وسماعه واسماعه والرحلة فيه (اى فى طلب الحديث) و (صفة) تصنيفه (وذلك) اما على المسانيد (بان يجمع مسند كل صحابى رض علحدة فان شاء رتبه على سوابقهم او على حروف المعجم او (على) الابواب (الفقهية) او (على) العلل (على ترتيب بيان اختلاف نقلته) او (يجمعه على) الاطراف (فيذكر طرف الحديث الدال على باقيه) و (من المهم) معرفة سبب الحديث (لاى سبب قاله النبى صلى الله عليه وسلم) وقد صنف فيه بعض شيوخ القاضى ابى يعلى بن الفراء وصنفوا فى غالب هذه الانواع وهى (اى هذه الامور التى ذكرنا فى الخاتمة) نقل محض (منا) ظاهرة التعريف مستغنية عن التمثيل (لانها مبينة فى مواضعها) فليراجع لها (اى الى) مبسوطاتها ۔ والله الموفق للحق لا اله الا هو ۔

(صفة العرض) یہ ہے کہ جس شیخ سے سُنا ہو اسی سے یا کسی اور ثقہ سے یا خود ہی حدیث کو دہراتا ہے (صفة سماع اور اسماع) یہ ہو کہ طالب اور شیخ حدیث کے سننے اور سُنانے میں کامل توجہ اور دہیان لگاتے رہیں کہ کسی دوسری طرف خیال نہ جائے۔

(صفت رحلت) یہ ہو کہ اول اپنے قریب والوں سے احادیث سُن لے اسکے بعد دوسری جگہ حدیث سننے کیلئے سفر کرے
(صفت تصنیف) یہ ہو کہ چاہے حروف تہجی کی ترتیب پر ہر ایک صحابی کی حدیث جمع کرے۔ اور چاہے ابواب فقہیہ کی ترتیب پر جمع کرے۔ اور چاہے حدیث کے ناقلین کا اختلاف بیان اور طرق حدیث کا حسن و قبح بھی بیان کرتا جائے۔ یا حدیث کے صرف ایسے حصّہ کو بیان کرے جس سے بقیہ حصّہ معلوم ہو جائے۔

(فائدہ) آیات کے شان نزول کی طرح حدیث شریف کا موقع اور محل بھی معلوم ہونا نہایت ضروری ہے۔ ابو یعلی قاضی کے بعض شیوخ نے اسکے متعلق مستقل تصنیف فرمائی ہو بلکہ اس کتاب میں جتنی باتیں بھی بیان کیگئی ہیں تقریب قریب ہر ایک کے متعلق حضرات محدثین کوئی کتاب تصنیف کر چکے ہیں۔ جزاھم الله عنا احسن الجزاء۔ اور جن امور کا ہمنے اس خاتمہ میں ذکر کیا ہو وہ خالص منقولات اور ایسے واضح ہیں جنکو مثالوں کی حاجت نہیں کیونکہ جملہ امور کا بیان حضرات محدثین کی کتب مبسوطہ میں موجود ہی اور بوقت ضرورت انمیں تلاش کیا جا سکتا ہو۔ وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد واله وصحبه وتبعه اجمعين

